مہ مشن - حسین آباد - لکھ

امامیہ مشن کا چھتیسواں تبلیغی رسالہ

مطبوعہ سرفراز قومی پریس وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

شیعوں کا واحد علمی، ادبی، تاریخی، تمدنی، مذہبی اور تبلیغی ماہانہ

رسالہ حقائق لکھنؤ

لامذہبیت کی جڑ کو اکھاڑنے والا

مذہب کی عزت بڑھانے والا

اگر آپ ضرورت زمانہ کے مطابق اور اپنی قوم کے شایان شان صوری معنوی دونوں حیثیتوں سے بلند رسالہ کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں تو "حقائق" کی خریداری قبول فرمائیے جسمیں ملک اور قوم کے مستند اہل قلم حضرات کے گراں قدر علمی و ادبی مضامین کیساتھ ساتھ حضرت سید العلما مدظلہ (سرپرست امامیہ مشن) کے قلم معجز رقم سے تفسیر کلام پاک کا بیش بہا سلسلہ بھی برابر جاری ہے۔ اگر آج آپ نے توسیع اشاعت کے ذریعہ اس رسالہ کی بنیادوں کو مضبوط کردیا تو کل یہ آپ اور آپکے مذہب کے لئے ایک مستحکم قلعہ کا کام دے گا۔

چندہ سالانہ چار روپیہ ششماہی دو روپیہ آٹھ آنے

نمونہ کے لئے چھ آنے کے ٹکٹ ارسال فرمائیے

منیجر

رسالہ "حقائق" حسین آباد لکھنؤ

امامیہ مشن کی چھتیسویں ۳۶ تبلیغی خدمت

(بیادگار)

ولادت حضرت امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

۱۳۔ رجب ۱۳۵۴ھ

یہ رسالہ چند بیش بہا مضامین نثر و نظم کا مجموعہ ہے جو حسب معمول اس مبارک تقریب کی یادگار میں پیش کیا جا رہا ہے امید ہے کہ اس کی کثیر التعداد کاپیاں خرید کر مومنین محافل محافل ولادت میں تقسیم فرمائینگے۔ والسلام

خادم ملت

سید ابن حسین عفی عنہ

سکرٹری امامیہ مشن

لکھنؤ

مطلوب کعبہ

(از قلم حضرت سید العلماء مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ دام ظلہٗ)

خلیل کا بنایا ہوا گھر مدت سے چشم براہ تھا خدائے آسمانی کا اپنے سے منسوب
کیا ہوا کاشانۂ ارضی سالہا سال سے مصنوعی خداؤں کا پایۂ تخت بنا ہوا تھا اور
ایسے مبارک فال قدموں کا منتظر تھا جن کے آنے سے حق کی نمود اور کفر کی شکست
کا مکمل مظاہرہ ہو۔ آمنہ کی تمناؤں کا چراغ اب اپنے پورے نور و ضیا پہ
تھا مگر کسی پروانۂ جمال کے نہ ہونے سے افسردہ معلوم ہوتا تھا۔

وقت آگیا۔ قبیلۂ قریش کے سب سے بڑے سردار۔ مکۂ معظمہ کے سب سے بلند مرتبہ
رئیس حرم الٰہی کے متولی اور خانہ کعبہ کے خزینہ دار شیبۃ الحمد عبد المطلب کی
بہو فاطمہ بنت اسد اپنے سینہ و پہلو کے درمیان جس جلیل نقدِ امانت
کو ودیعت رکھے تھیں اسکے ادا کا موقع آگیا۔ ادائے امانت کی تحریک دردِ زہ
کی جسمانی تکلیف کی صورت میں شروع ہوئی۔ اور موحد خدا پرست خاتون
سرزمین مکہ کی شاہزادی بتوں سے نہیں بلکہ خدائے وحدہٗ لاشریک کے گھر سے
برکت حاصل کرنے کے لئے خانہ کعبہ کے پشت کی جانب والی دیوار کی طرف گئی۔

(١) اخبار "تعمیر" فیض آباد رجب نمبر

نور کی تڑپ تھی۔ نازل ہونیوالی آیت الٰہی کا جاہ وجلال تھا طور پر نمودار ہونیوالی بجلی سے زیادہ کوئی چمک تھی، خدا کا ارادہ تھا، امر الٰہی کا اشارہ تھا، کاف "کن" کا مرکز تھا قلم قدرت کی کشش تھی کہ دیوار میں شگاف پیدا ہوا۔ دروازہ بن گیا اور راستہ نکل آیا۔ موسیٰ کی ماں کے دل پر ہونیوالی باطنی وحی کی ایسی کوئی روحانی تحریک تھی جس نے نہ خوف طاری ہونے دیا نہ ہراس، نہ قدم کو پیچھے ہٹایا۔ نہ چہرہ کو برگشتہ کیا۔ کہا اور دل سے کہا کہ قدم آگے بڑھاؤ۔ دروازہ تمہارے لئے کھلا ہے۔ راستہ تمہارے واسطے بنا ہے۔ اندر جاؤ۔ تم مہمان ہو۔ گھر کے مالک کی جانب سے ضیافت ہے، اور خدا کا کاشانہ تمہارے لئے زچہ خانہ ہے۔"

فاطمہ اندر چلی گئیں۔ دیوار اپنی اصل شکل میں تھی۔ دروازہ بھی بالکل مقفل تھا قدس کے حجاب تھے، قدرت کے پردے تھے، مشیت ازلی کا انتظام تھا، اور سطوت و جبروت خداوندی کا پہرہ لگا تھا۔ مجال نہ تھی کسی کی گھر کے اندر قدم رکھ سکے۔ خدا کے نور، راز قدرت کے ظہور کا ہنگام۔ آخر اس تمام انتظام کا نتیجہ وہ مولود دنیا میں آگیا جس کا نام تھا **علی بن ابیطالب**"

علیؑ کی یہ خصوصیت جاہل اور بے خبر یا متعصب اور خود غرض افراد کی طرف سے مورد انکار بنے تو بنے لیکن باخبر اور واقفکار نیز سنجیدہ غیر متعصب اور آزاد

مورخین جس فرقہ اور جماعت کے بھی ہوں انھیں اس کا اعتراف ہے اور وہ اس کے کسی صورت سے منکر نہیں ہیں۔

امامیہ مشن کا شائع کردہ رسالہ "علی اور کعبہ" پورے طور سے ان علمائے اسلام اور مورخین کی فہرست پیش کرتا ہے جو اس حقیقت کے تسلیم کرنیوالے اور اسکے مقر ہیں اور انھوں نے اپنی کتابوں میں اسکو لکھا ہے۔

مسعودی ایسا مورخ جس کی نسبت شبلی صاحب فرماتے ہیں یہ فن تاریخ کا امام ہے۔ اسلام میں آج تک اس کے برابر کوئی وسیع النظر مورخ پیدا نہیں ہوا وہ صاف لکھتا ہے کان مولدہ فی الکعبۃ "علی کی ولادت کعبہ میں ہوئی تھی"۔

شاہ ولی اللہ دہلوی ایسے محدث جو ہندوستان میں بارہویں صدی کے مجدد مانے گئے ہیں اور "بیہقی ہند" کہے گئے ہیں ازالۃ الخفا میں تحریر فرماتے ہیں

قد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المؤمنین علیا فی جوف الکعبۃ فانہ ولد یوم الجمعۃ الثالث عشر من شہر رجب بعد عام الفیل بثلاثین سنۃ فی الکعبۃ ولم یولد فیہا احد سواہ قبلہ ولا بعدہ۔

"یہ امر تواتر کی حد کو پہونچ گیا ہے (یعنی اسمیں شک و شبہہ کی گنجائش نہیں ہے) کہ فاطمہ بنت اسد کے بطن سے امیر المومنینؑ کی ولادت خاص کعبہ کے اندر ہوئی تھی۔ آپ روز جمعہ ۱۳ رجب عام الفیل سے ۳۰ برس کے بعد کعبہ میں متولد ہوئے

اور آپکے پہلے یا بعد کوئی شخص وہاں پیدا نہیں ہوا "

ابن صباغ مالکی نے "فصول مہمہ" میں واضح طریقہ سے لکھدیا ہے کہ

لم یولد فی البیت الحرام قبلہ احد سواہ وھی فضیلۃ خصہ اللہ تعالیٰ بہا اجلالا واعلاء لمرتبتہ واظہارا لتکرمتہ ۔

"خانۂ کعبہ میں آپکے پہلے کوئی پیدا نہیں ہوا اور یہ وہ فضیلت ہے جس کے ساتھ حضرت احدیت نے آپکے مرتبہ ومنزلت کے اظہار کیلئے آپ کی ذات کو مخصوص قرار دیا ۔

یہ امر ذرا حیرت انگیز ہے کہ پیغمبر کے عزیز ترین بھائی اور ابن عم اور داماد کیلئے بعض مسلمانوں کو یہ معلوم کیا کاوش پیدا ہوگئی کہ ایسی باتیں جو صرف ایک فضیلت و شرف کی حیثیت رکھتی ہیں اور اُن کے تسلیم کرنے میں کسی اختلافی عقیدہ پر کوئی اثر بھی نہیں پڑتا یعنی اصولی حیثیت سے حضرت علیؑ کے اس شرف "ولادت کعبہ" کو تسلیم کرنے سے کسی کے اعتقاد کو کوئی صدمہ نہیں ہوتا نہ خلافت کے مسئلہ سے اس کا کوئی تعلق ہے لیکن بعض حلقوں سے اسکے بھی انکار کرنے یا مشکوک بنانے یا اسکے مقابلہ میں حکیم بن حزام کی ولادت کے افسانہ کے تراشنے کی ضرورت محسوس کی گئی ۔

بہر حال مذکورہ بالا تحقیق پسند علماء کے تصریحات کی موجودگی میں اس قسم کی تنگ نظریوں کا کوئی اثر نہیں ہے اور علی بن ابیطالبؑ کی فضیلت مشتبہ اور مشکوک نہیں بن سکتی ۔

علی نقی النقوی عفی عنہ

آغوشِ کعبہ میں گوہرِ مراد (۲)

ولادت کے بعد بچپنا

اور

طفلی کا زمانہ

(از حضرت سید العلماء، دام ظلہ)

وہ کعبہ کی چار دیواری جس کو خلیل و ذبیح کے مقدس اور پاک ہاتھوں نے بحکم خدا خاص طہارت کے انتظام کیساتھ قائم کیا تھا آج کسی مولود کیلئے خالی کردی گئی تھی۔ بچہ دنیا میں آیا اور آتے ہی سجدۂ خالق بجالایا۔ طاق کعبہ پر قائم شدہ بت سرنگوں نظر آئے اسلئے کہ بت شکن کی آمد تھی رمزِ توحید اور رازِ قدرت قدرتی پردوں میں جلوہ نما تھا اسلئے دنیا کی کوششیں اس تک پہونچنے سے کوتاہ۔ دیوار و در کسی جانب سے راستہ ممکن نہیں قفل ایسا بند ہوا کہ انسانی ہاتھ اس کے کھولنے سے عاجز۔ بیشک جب قدرت کی رازداری کی میعاد مکمل ہوگئی جذب فطری تھا۔ روحانی کوشش تھی اور غیبی لالکی جس نے ابوطالب کے پروردہ عبداللہ کے یتیم۔

قبیلۂ قریش کے مسلّم شدہ "امین" تازہ مولود کے بڑے بھائی کے دل میں

جذبۂ شوق پیدا کیا کہ اب وہ خانۂ خدا مولود کے محل ولادت کی طرف ہمہ تن مشتاق بنا ہوا روانہ ہو۔ دیوار بند تھی۔ مگر عجیب ربط عجیب تعلق کہ ادہر جمال محمدی کا کعبہ کے قریب پہونچنا اور اُدہر پھر جدار کعبہ کا "خندۂ زیرلب" کیسا نہ کھلنا۔ جو دروازہ اندر جانے کیلئے کھولا گیا تھا اور پھر بند کر لیا گیا تھا اب وہ باہر نکلنے کے لئے پھر کھول دیا گیا۔

معزز خاتون اپنے تازہ مولود کو لئے ہوئے شاندار طریقہ سے ضیافت خانہ سے رخصت ہوئی۔ باہر آئی اور اپنے آغوش کے پروردہ یا بڑے بیٹے کو سامنے آتے دیکھا خوشی کی انتہا نہ رہی ہوگی۔ مقدس بچہ مقدس ہاتھوں میں دیدیا گیا گویا ایک امانت تھی جو اصلی مالک کے سپرد کر دی گئی بند آنکھیں جو ابھی تک کھلی نہیں تھیں جمال مطلوب کا جلوہ پا کر کھل گئیں۔ اور "علی" نے "محمدؐ" کے رخ کا مشاہدہ کیا۔ اسلام کی قسمت اسوقت مسکرا رہی تھی اور توحید بالیدہ ہو رہی تھی۔ گویا "دو دل" تھے جو آج "ایک" ہو رہے تھے اور اسلئے کفر کے پہاڑوں میں جنبش تھی۔
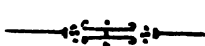
قدرت کو اس نجاد سے نہ معلوم کیا کیا فائدے اٹھانا تھے۔ پہلے ہی سے اس کے سامان کئے گئے تھے۔ پیغمبر کے باپ ماں بچپنے سے اٹھائے نہ جاتے تو ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد کی آغوش میں محمد مصطفےٰؐ کی تربیت سے شرفیاب کیونکر ہوتیں پورے تیس برس کی عمر رسولؐ خدا کی ہو چکی تھی اسوقت ابوطالب اور بنت اسد کے

یہاں علی کی ولادت ہوئی۔

ابھی علی کی عمر چار یا پانچ برس کی تھی کہ مکہ معظمہ میں قحط سالی کی شدت ہوئی عباس بن عبدالمطلب اور حضرت رسولخدا میں یہ مشورہ ہوا کہ ابو طالب کثیر العیال ہیں۔ کچھ انکے بار کو کم کر دیا جائے۔ آخر آئے دونوں بزرگ ابو طالب کے پاس ہر ایک نے یہ خواہش پیش کی کہ آپ اپنے بچوں میں سے ایک ایک کو ہمارے سپرد کر دیجیے ابو طالب نے عقیل کو اپنے پاس رکھ لیا جعفر کو عباس لے گئے۔

علی تھے کہ جو محمد کے حصہ میں آئے۔ اب پورے طور پر علی بن ابیطالب کی تربیت حضرت محمد مصطفے سے متعلق تھی۔ گویا رسول اس فرد کو بالکل اپنے سانچہ میں ڈھال رہے تھے خو بو، اخلاق آداب، ایک آئینہ تھا جس کی جلا ہو رہی تھی اور جتنی صیقل بڑھتی جاتی صورت کے خط و خال زیادہ نمایاں ہوتے جاتے تھے۔

نہج البلاغہ میں حضرت علی نے اپنے اس بچپنے کے دور کی حالت اس ایک جملہ میں بیان فرمائی ہو کہ کنت اتبعہ اتباع الفصیل اثر امہ "میں آپکے ساتھ ہر وقت اس طرح رہتا تھا جیسے ناقہ کا بچہ اپنی ماں کے ساتھ ساتھ"

قوت ادراک کا یہ عالم کہ فرماتے ہیں کنت اری نور النبوۃ واشم ریح الرسالۃ "میں نبوت کی روشنی دیکھتا تھا اور رسالت کی خوشبو سونگھتا تھا"۔

بیشک اس صورت حال میں یہ سوال اٹھانا تو بالکل بیجا ہے کہ علی نے اسلام کس وقت قبول کیا۔

علیؑ کے اسلام کو رسولؐ کی نبوت کیساتھ ساتھ سمجھنا چاہیئے اور یقیناً اس میں کوئی فرق نہیں ہے۔

بے شک وہ بچپنے کا اتحاد جوانی میں رہا۔ اور اُس کا مظاہرہ نصرت و حمایت کی صورت میں ظاہر ہوا اور وہی آخر تک باقی رہا۔
اور اسی لئے رسولؐ کی محبت علیؑ کی محبت کے بغیر ممکن نہ رہی اور علیؑ کا بغض رسولؐ کے بغض سے علیحدہ نہ رہا یا علی انت منی وانا منک من احبک فقد احبنی ومن ابغضک فقد ابغضنی رسولؐ کی حدیثیں ہیں جنھیں مسلمانوں کی تنبیہ کے لئے ارشاد کیا گیا آنکھیں کھول کر دیکھنا مسلمانوں کا کام ہے۔ والسلام
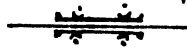
(از آثار لسان الہند مولانا مرزا محمد ہادی صاحب عزیزؔ مرحوم)

علی وہ باب علم ہے جہاں میں منتہی السؤل — اُسی کا نور پاک ہے لباس عصمت بتول
حقیقت اسکی جان کر ہیں دم بخود ذوی العقول — نگاہ بھر کے دیکھئے تو سر بپا ولی رسول

جمال میں خصال میں بہا و ثار ہیں شعار میں

فقیہ وہ کہ حاملہ کو رجم سے بچا دیا — جوان وہ کہ حق نے خود خطاب لافتا دیا
خطیب وہ فصاحت رسولؐ کو دکھا دیا — شجاع وہ کہ دشمنوں کو جنگ میں رلا دیا

ظفر قدم کے ساتھ تھی ہر ایک کارزار میں

علیؑ کی پختہ کاریاں مخالفوں کی خامیاں — جلی قلم سے ہیں لکھی تمام نیک نامیاں
بنسیم فیض جود نے دکھائیں خوش خرامیاں — خلافت اُسپہ مفتخر کہ خود تھیں انتظامیاں

رہا ہے پیش پیش وہ نبیؐ کے کاروبار میں

وہی انیس خلوت حرم سرائے حضرت ہے — نظر میں اسکی یہ جہان اوہن البیوت ہے
خدا پسند نان جو قوت لایموت ہے — یہی دلیل زہد کی بھی بڑا ثبوت ہے

علیؑ کے اقتدار میں علیؑ کے افتخار میں

کہاں ولادت اور کہاں وہ حق نما خدا کا گھر — جنابِ مریمؑ آ سکیں یہاں نہ ہو سکا گزر

حجابِ بطنِ فاطمہؑ میں کوئی راز تھا مگر ۔۔۔ نگاہِ مضطرب میں تھا علی کے جذب کا اثر
خطِ شگاف پڑ گیا جو کعبہ کی جدار میں

ہر نشہ کی ترنگ میں نہ کسکو ہوش ہے ۔۔۔ صراحیاں ملک ہی ہیں خمکدہ میں جوش ہے
عمامہ رہن بادہ ہے عبا تو زیبِ دوش ہے ۔۔۔ اگرچہ تھوڑی دیر میں بساطِ میفروش ہے
کہ ضبطِ شوق اب نہیں کسی کے اختیار میں

جریدۂ بہار میں ہے جلی قلم سے یہ لکھا ۔۔۔ حرم میں ہے رسولؐ پر نزولِ آیتِ خدا
جدارِ کعبہ شق ہوئی تو راز یہ کھل گیا ۔۔۔ کشش کے بعد حرف کی وجود ہو گا نقطہ کا
برنگِ بائے بسملہ شگاف ہے جدار میں

بتوں کے جاگتے ہوئے مقدر آج سو گئے ۔۔۔ تمام داغ معصیت وہاں ہو چکے دھو گئے
بغور انھوں نے بھی سنا حرم کی سمت جھک گئے ۔۔۔ صحیفے حفظ ہو گئے علوم جذب ہو گئے
نبیؐ نے دے جو دی زباں دہانِ شیرخوار میں

خدا کا شیر نورِ حق مرادِ دخترِ اسد ۔۔۔ رسولؐ کا وصی سخی خدا کا خاص معتمد
ابو الائمۃ الکرام امامِ دیں مستند ۔۔۔ لسانِ صدق امیرِ نحل امین بضعیۃ البلد
ہر ایک نام سکہ زن ہے شرع کے دیار میں

وغا میں یادگار ہیں علیؑ کی گرم جوشیاں ۔۔۔ جہاد میں بنائے دعوام سرفروشیاں
وہ خاطیوں کے باب میں خطا سے چشم پوشیاں ۔۔۔ جوابِ اہلِ ظلم میں سکوت اور خموشیاں
تسلط اسکو نفس پر ہے جبر و اختیار میں

ہر ایک حکم اُسکا ہے جواب جب العمل   سخن کی لذتوں سے ہے خجل عذوبتِ عسل
ہر ایک اُنکے سیر دل اُسیکا بندۂ اقل   وہ ہمتوں میں وہ ہے سخاوت اسکی بے مثل

غلام ہو کہ ناقہ ہو یہاں ہے کس قطار میں

زبان زدِ عوام ہے وہ انتہا کا خلقِ عام   ذرا سا بھی نہ فرق تھا میانِ خواجۂ غلام
خصوصیت کی اک نظر اسی پہ ہے علی الدوام   گروہ انبیا ہو یا ملائکہ بادشاہ و بام

علیؑ کی ذات منتخب ہزار در ہزار میں

ہزار جان و دل سے ہیں ملک فدائے مرتضیٰ   خود انبیا نے حیات کی پی مئے ولائے مرتضیٰ
دکھاؤں آؤ کعبہ میں ہیں تمکو جائے مرتضیٰ   نبی کی مہر دوش پر نگیں ہیں پائے مرتضیٰ

یہ فخر کم نہیں ہے کچھ محل افتخار میں

نگہ سے وہ محرکِ طنابِ آفتاب ہے   وہی ہر ایک جنگ میں نبی کا ہمرکاب ہے
زمیں اُسی کے حکم میں ہے بوتراب ہے   اوسیکا عہدِ عافیت نبی کا فرشِ خواب ہے

ملے ہیں کس کو یہ شرف صحابۂ کبار میں

جہاں میں جتنے طبقے ہیں دقیقہ سنج نامدار   مفسرین نکتہ رس مناظرین خوش بیاں
اُسی کی پیش گاہ میں خلوص سے قصیدہ خواں   مورخین متفق مجاہدین یک زباں

ہے زندہ دینِ احمدی علیؑ کی یادگار میں

علیؑ خدا ہے یا بشر پتا نہ یہ کبھی ملا   کہ معترف بعجز خود امام شافعی ملا
مگر یہ رتبہ کہہ تو دو کسی کو اور کبھی ملا   سوا نبیؐ کے کوئی بھی مماثلِ علی ملا؟

علوم میں فنون میں وہ منفرد اعتبار میں

نوید وہ کہ لا الہ جلال وہ کہ الحذر | رنگ اڑا دیے زمانہ پہ عرب کے سرکشوں کے ہم
اٹھا کے میر اٹھا لیا حصار آہنی کا در | ٹیک دیا زمین پہ بنا لیا کبھی سپر

نہاں تھیں اتنی قوتیں علیؑ کے انکسار میں

وہ زہد زندگی بسر تمام ان جو بے دی | وہ علم جس کا معترف ہر ایک فلسفی بنی
وہ جود جس کے سامنے خفیف ہے ہر اک سخی | وہ خلق جس سے دب گئی مخالفوں کی سرکشی

صفات سب یہ جمع ہیں علیؑ سے بردبار میں

لباس ظاہری میں کم کنارہ کش جہان سے | خلوص دل سے وہ کیا کہا جو کچھ زبان سے
امامت اسکی نسل سے خلافت اسکی شان سے | وہ مسند نبیؐ پہ ہے عجیب آن بان سے

ہزاروں جوڑ ہیں لگے عبائے تار تار میں

غدیر میں رسولؐ نے کیا تھا قبلۂ انام | تمام کائنات کا دیا تھا ہاتھ پر نظام
کمال دین کیا ہی ہوئیں نعمتیں تمام | جلی قلم سے تا ابد ہو گیا نبیؐ آل کا نام

غدیر کے موقف الشیوع اشتہار میں

وہ شیر نرہ شیر معرکہ وہ شہسوار صف شکن | وہ زور بازوئے نبیؐ وہ پہلوان خیبر ابن
کہ جسکے ذکر آج تک ہیں انجمن در انجمن | عرب میں ہر زبان زد خواص و عام با حسن

اسکی دھاک ہے بندھی فضائے روزگار میں

ولادت علی سے ہے نشان تنگ خدا کا گھر | یہ نعل شیر اغ ہر وہ میں عزیز الغضب

تھے سبعہ معلقہ جہاں پہ مطمع نظر — جڑا ہے سلک گہرین اسی حبدار کعبہ پہ
کہ جادۂ نجات ہے، اسی لڑی کے تار ہیں

اسد اللہ الغالب (۳)

(از قلم عالم اہلسنت عالیجناب سید محمد بادشاہ حسینی قادری معتمد مجلس علماء دکن)

افراد عالم کے لئے جو رسول تھا اور عالمین کے لئے بشیر و نذیر بنا کر جس کو خدا نے آخری طور پر نسل انسانی کو غلط راہوں سے ہٹا کر صراط مستقیم پر چلانے کیلئے بھیجا تھا اس نے سب سے بہتر قرن کیلئے بہترین قلوب کو چنا اپنی صحبت اور تربیت میں رکھا اور پھر ان میں ہر ایک کو "باَیِّھِم اقتدیتم اھتدیتم" کی سند عطا کر کے سارے بنی آدم کو حکم دیا کہ "ان میں سے جس کسی کی پیروی کرو گے رستہ پا جاؤ گے" مردوں میں ایک لیا جو ان مرد اسلام نے پیدا کیا۔ جو جوانی سے پہلے بلکہ عہد طفولیت کے آغاز ہی سے اگر سات سال نہیں تو باتفاق محدثین و مورخین آغوش نبوت میں اپنی عمر کے آٹھویں سال قطعی طور پر آ گیا تھا۔

محمد بن اسحاق صاحب سیرۃ نے لکھا ہے کہ "فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً وضمہ الیہ (صدرہٗ)"۔

لے پھر لے لیا حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ کو (حضرت ابوطالب سے) اور لپٹا لیا اپنے سینے سے۔

پھر کون نہیں جانتا کہ جس نے نبوت کے آغوش میں ہوش سنبھالا تھا اُس نے سب سے پہلی دفعہ جب غیب کے عالم قدس سے اس خاکدان شہادت کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمایا تو کیا یہ ہی جگہ نہ تھی جس کے متعلق ہر مومن کا عقیدہ ہے کہ وہ ہر قسم کے مخالف اثرات سے مامون ہو جاتا ہے ہندوستان کے جلیل القدر محدث حضرت شاہ ولی اللہ الدہلوی رحمتہ اللہ علیہ مشہور محدث حاکم سے ناقل ہیں:

"وقد تواترت الاخبار ان فاطمۃ بنت اسد ولدت امیر المومنین[1] علیاً فی جوف الکعبۃ"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلی دفعہ جب اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت دینے کیلئے کھانے پر جمع فرمایا اور اسوقت دریافت فرمایا کہ میرا کون ساتھ دیتا ہے۔ تو ایک کم عمر بچہ نے جواب دیا کہ "گو میرے پاؤں کمزور ہیں لیکن میں آپ کا ساتھ دوں گا"۔ ابولہب اس پر ہنسا کہ بس اسی ایک لڑکے کے بھروسہ پر تمہارا کام چلے گا لیکن دنیا نے دیکھا کہ جسے لڑکا سمجھا گیا تھا اُسی نے تمام مخالف قوتوں کا مقابلہ کیا اور جو وعدہ کیا تھا اس کو پورا کر دکھایا اُس نے حضر موت کی بنی ہوئی سبز چادر میں اپنے کو اُسوقت لپیٹا جس وقت سب کہہ رہے تھے کہ موت کی اس چادر میں لپٹ کر سونے والا شاید ہی نہیں اُٹھے گا

---

[1] یہ متواتر ہے کہ سیدتنا فاطمہ بنت اسد رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے امیر المومنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کی ولادت کعبہ کے اندر ہوئی۔

حالانکہ جو سویا تھا وہی جاگا اور ابد تک جاگ اُسی کے لئے ہے۔ اور جو کفار حملے کے ارادے سے جاگ رہے تھے وہی سو گئے اور نامرادی کی نیند صرف اُن ہی کیلئے تھی۔

نبوت کی شعاعوں کو دیکھو تو دنیا میں کون پھیلا رہا ہے۔ بدر میں اِدھر کفار حملہ کر رہے ہیں اور اُدھر رسول اللہ سربسجود ہیں کہ اگر آج اس چھوٹی سی جماعت کو نصرت نہ دی گئی تو اے خدا! زمین پر پھر تیری پرستش نہ ہوگی مسلمانوں کے متعلق قرآن خبر دے رہا ہے کہ وہ گمان کر رہے تھے کہ ہم موت کی طرف کھینچے جا رہے ہیں لیکن جب قریش کے سورماؤں نے اپنے پرچم ہلا کر غرور کے لہجہ میں پکارا کہ "یا محمد اخرج الناس اکفاءنا"[١] لوگوں نے اسی انیس[١٩] سالہ نوجوان کو دیکھا جس کے متعلق ابولہب نے کہا تھا کہ کیا اس لڑکے کی مدد کام آئے گی؟ اور اسی کی مدد سے نہ صرف جنگ بدر بلکہ جنگ احد میں بھی مسلمان کامیاب ہوئے۔

پھر اور آگے چل کر دیکھئے کہ خندق کی بازی کس نے جیتی؟ خیبر کا دروازہ کس نے اکھاڑا؟ اور لوگ کیوں تعجب کرتے ہیں اگر حضور نے جناب امیرؑ کو انا منک کہکر مخاطب کیا۔

محمدؐ کا پیغام جہاں کہیں پہونچا، اس کی پہونچانے والی وہی ایک ہستی تھی

---

[١] یعنی آج ہمارے ہم پلہ لوگوں کو بھیجو۔

تبوک میں وہ نہیں تھی لیکن جو تبوک میں رفاقت نبوت سے محروم کیا گیا۔
سنو! امام بخاری کی زبانی سنو! کہ قلب نبوت نے پھر اُس کو کہاں حاضر پایا ارشاد ہوتا ہے۔ "الا ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ"
اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ تبوک کی غیر حاضری کتنی اہم حضوری کی شکل میں بدل دی گئی تھی۔

اب اسکے بعد دیکھو کہ وہ جو عالم قدس سے کعبہ میں آیا۔ اور کعبہ سے دوش اقدس پر گیا یہ وہ رسولؐ کی زندگی کی آخری ساعتوں میں کہاں تھا۔ محمد بن اسحاق راوی ہیں کہ :-

"علی ابن ابیطالبؑ آپؐ کو غسل دے رہے تھے اور انھیں اپنے سینہ سے لگائے ہوئے کہتے جاتے تھے :- "میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ زندگی اور بعد از زندگی ہر وقت آپ کتنے معطر اور خوشبو ہیں"۔

کیا یہ چھپتی ہو کہ جو شہادت میں کسی کے ساتھ قبر تک گیا وہ غیب میں اُسکے ساتھ کہاں نہیں ہے۔ اندازہ کرو کہ جو رسالت ہی کی گود میں پلا، رسالت ہی کی آغوش میں جس نے پرورش پائی، رسالت ہی کی دعاؤں نے جس کا سینہ کھولا۔ اُسی کی تعلیم وافادہ کا دائرہ اگر سب سے زیادہ وسیع ہو تو کیوں حیرت کی جائے محققین جانتے ہیں کہ اسلام میں فقہ حنفی کا بڑا حصہ

؎ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ مجھ سے تمہاری وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھی۔

سیدنا علی مرتضیٰ پر منتہی ہوتا ہے کیونکہ فقہ ابوحنیفہ کا اصلی سرمایہ وہی علم تھا جو کوفہ میں حضرت سیدنا علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے ذریعہ پھیلا امہات المؤمنین کی پوری جماعت میں سے صرف حضرت صدیقہ عائشہ ہی سے علم کا وہ ذخیرہ کیوں منقول ہے جو دو ہزار دو سو دس حدیثوں کی صورت میں حدیث کی عام کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کے مقابلہ میں دوسری امہات المؤمنین سے جو حدیثیں مروی ہیں بمشکل وہ انگلیوں پر گنی جا سکتی ہیں اسکا سبب یہی ہے کہ "کل میسر لما خلق لہ" ہر شخص کے لئے وہی بات آسان کر دی جاتی ہے جس کے لئے وہ پیدا ہوا ہے۔ اور بلاشبہ حضور فخر موجودات صلی اللہ علیہ وسلم کے مقربین اصحاب میں سے ہر ایک کے سپرد کچھ فرائض تھے پھر دیکھو کتنی خوبیوں کے ساتھ ہر ایک نے اپنے مفوضہ فرض کو انجام دیا۔ لوگ کہتے ہیں کہ علیؑ نے علم و عرفان پھیلایا لیکن دولت سلطنت حکومت امارت کی وسعت کا دائرہ آپکے عہد میں تنگ کر رہ گیا۔ یا رک گیا۔ یا روکا گیا جو ناواقف ہیں اسکا فیصلہ کس طرح کر سکتے ہیں اسلامی حکومت کی قوت کی کس حد تک ضرورت تھی اور دولت کس نقطہ پر پہونچکر دین تقویٰ کے حق میں زہر بن جاتی تھی۔ ایک عامی دماغ اس کی تہ تک کس طرح پہونچ سکتا ہے؟ خضر کی ان مصلحتوں کو کون جان سکتا ہے کہ کبھی کشتی بنانے کی ضرورت ہوتی ہے اور کبھی ضرورت کشتی کے توڑنے ہی سے پوری ہوتی ہے۔ تاہم ان

عامیوں سے یہ تو پوچھنا چاہیئے کہ عہد صدیقی و خلافت فاروقی۔ دور عثمانی میں حکومت کے دائرہ کو جن طاقتوں نے وسیع کیا تھا۔ ان طاقتوں کا مہیا کرنے والا کون تھا؟ اگر بدر نہ ہوتا تو یرموک کا نظارہ کون دیکھ سکتا تھا۔ اور خیبر کھلتا تو کیا مدائن کھولا جا سکتا تھا۔؟ کیسے عجیب لوگ ہیں جب آخر کو دیکھتے ہیں تو اول سے نابینا ہو جاتے ہیں اور جب اول کو دیکھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آخر کو انھوں نے دیکھا ہی نہ تھا۔
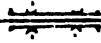
سلک منظوم

(نتیجۂ فکر عالیجناب مداحِ آلِ محمد مرزا کاظم حسین صاحب محشرؔ عبا دام ظلہٗ)

نئی لَے کون سی لایا خبر لے پیرِ میخانہ — صنم طاقِ حرم سے گر رہے ہیں مثلِ پیمانہ

صدائے شورِ ناقوس اب ہوا اللہ اکبر سے — دہانِ ساغر و مینا سے کھلی نغمۂ مستانہ

رجب کی تیرھویں تاریخ دورِ ماہِ کامل میں — چلا مانندِ خورشیدِ سحر لبریز پیمانہ

قریبِ صبحِ صادق ساقیٔ کوثر کی آمد ہے — غدیرِ خم کی صورت ہو گیا عالم کا میخانہ

وہ ساقی جانشینِ مصطفیٰ ابنِ ابی طالب — کہ جس کی ولادت کا بن گیا کعبہ زچہ خانہ

ملک دیتا ہے جام بھر کے دن رات بھر بھر کے — جدھر دیکھو خدائی دور میں جلسے ہیں رندانہ

جنابِ فاطمہ بنتِ اسد کعبہ سے آتی ہیں — لیے ہیں ہاتھ پر خمخانۂ قدرت کا پیمانہ

سوائے آغوشِ احمد لب نہ کھولے بابِ رحمت کا — کہ جب تک نا دیکھے کوئی سر دربار شاہانہ

محمد کی تھی گودی یا غدیرِ خم کا منبر تھا — امامت کو یہیں سے مل گیا تاجِ ملوکانہ

علی آئے خدائی میں مرتضیٰ نکلے ایماں کا — خدائی ہو گئی اصنام کی بھولا سا افسانہ

ید اللہ فوق ایدیہم کے معنی ہم سمجھے ہیں — انھیں ہاتھوں سے ٹوٹے گا کبھی کفر کی صنم خانہ

دفورِ شوق میں محشرؔ پڑھو یہ مطلعِ رنگیں — ہیں تیرے معنی و الفاظ زیبِ بزمِ رندانہ

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ
رہے لاکھوں برس ساقی ترا آباد میخانہ

(از قلم عالیجناب مولانا مولوی سید عدیل اختر صاحب واعظ مدرسۃ الواعظین لکھنؤ)

دور عیسوی دور ہو چکا ہی، نام ہدایت کافور ہو چکا ہی، دنیا تیرہ و تار ہے، سرزمین عرب میں بدکاریوں پر افتخار ہی، اور خدائی احکام بالائے طاق ہیں، بتوں کی خدائی ہی، شیطان کی بن آئی ہی، بطحا کے باشندے فخیر خوار و شتر چران کا مصداق ہیں، بنی آدم نسناس بن گئے ہیں، آخر کب تک یہی رنگ، کہاں تک اہمال الٰہی ہیں امتداد، غیرت الٰہی جوش میں آتی ہی، اور ایسی ہادی غیبی ذریعے سے ایک ایسا ثمر بہشت پیدا ہوتا ہے جسکی لذت ہدایت سے عام لوگ ہی نہیں انبیاء بھی سرشار نظر آتے ہیں،

لیکن باوجود اس مکی و مطلبی نبی کے ظاہر ہو جانے اور پیدا ہو چکنے کے پھر بھی کوئی تغیر نظر نہیں آتا وہی اگلی سی عرب کی بدویت وہی پہلی سی وحشت وہی قبیح عادات ایسا کیوں، اسلئے نہیں کہ ہادی نہیں بلکہ اسلئے کہ نبی اپنی زبان سے سب کچھ کہے مگر اسکی گواہی کون دیگا اسکی تائید کون کریگا اسکے پسینہ پر خون کون بہائیگا، کلیم اللہ کی پیشین گوئیوں کو مسیح کے بارے میں موسائیوں نے نہ ماننا تھا نہ مانا پھر یاتی من بعدی اسمہ احمد کی ندا کو

(۱) رسالۂ الواعظ رجب نمبر سنہ ۱۳۴۶

کون یاد رکھنے والا تھا، گو آسمانی صحف کے علاوہ خاتم النبیین کی ہر حرکت وسکون آپکی تصدیق کے لئے کافی تھی لیکن سلسلۂ نبوت کو ختم اور طور وحی کو تمام اور دین کو بدرجۂ کمال پہونچانے کیلئے انتہائی اہتمام ضروری تھا، اسی لئے باوجودیکہ سرور کائنات نے اپنے وجود ظاہری سے ایک نور باطن پھیلا دیا تھا مگر کامل تیس سال تک اپنی زبان سے نام نبوت و رسالت نہیں لیتے، غار حرا میں تنہا عبادت میں بسر فرماتے ہیں مگر کبھی وحی کا تذکرہ نہیں فرماتے، خداوند عالم سے مخفی کیا دعا کرتے تھے اسے تو کون جانے مگر یتلوہ شاهد[عہ] کسی بات کا پتہ دیتا ہے تیس سال تک کن مصلحت کی بنا پر چپ ہیں اسے کون کہے کہ آپ کو اپنے مؤید کی تلاش رہی ہوگی مگر آپ کی یہ دعا کہ[عہ] اجعل لی وزیرا من اهلی علیا اخی اشدد بہ ازری بتلاتی ہے کہ آپ کو اسکی تائید کا انتظار رہا ہوگا۔

رسول کی ولادت کو تیس سال گذر چکے ہیں، رجب کا مہینہ ہے تیرھویں تاریخ ہے جمعہ کا مبارک و مسعود دن ہے کہ حضرت فاطمہ بنت اسد قریب خانۂ کعبہ اپنی مشکلات کے حل کی دعائیں کرتی آگئیں، اس برکت مجسم بچہ کی ولادت میں اسماعیل کی تمنائیں دربار رب العزت میں پوری ہو رہی ہیں جسکے بغیر خلیل و ذبیح کی بنائی ہوئی

عہ شاہد کون ہے تفسیر کبیر ج ۴ صفحہ ۲۲۴ مطبوعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۲ھ

عہ ملاحظہ ہو دعا اسمعیل تفسیر کبیر ج ۴ صفحہ ۵۹۵ مطبوع مطبعہ میمنیہ ۱۳۱۲ھ

عمارت کعبہ بتوں سے پاک نہیں ہو سکتی اور اسی با برکت جنین کا واسطہ دیا جا رہا ہے جسکی قبل از ولادت کے برکات کی حاجت تھی، اگرچہ نہ کسی نبی کو یہ دن نصیب ہوئے نہ کسی وصی کو مگر ذالك فضل الله یوتیه من یشاء علی کو خدا دیتا ہے، گو خانہ کعبہ مقفل ہے، گو مادر علیؑ کی یہ درخواست بھی نہیں کہ خانہ کعبہ میں آئیں یا نہیں نہیں آ سکیں تو یہ بھی دعا نہیں ہے کہ مسجد الحرام میں ولادت ہو آپ تو صرف درد زہ کی تکالیف سے نجات کی دعا مانگ کر پھر واپس جانا چاہتی ہیں. مگر خداوند عالم دیوار کعبہ میں اسلئے در پیدا کرتا ہے کہ در علم نبی کو اپنے خانہ خاص میں عطا کرے، لطف ہی کیا تھا اگر علی کیلئے بھی کعبہ کا وہی در ہوتا جس در سے ہر مسلمان کو اندر جانے کی اجازت تھی بلکہ ابھی تو غیر مسلم بھی اسی در سے آمد و رفت کرتے تھے؛

جائے ولادت گو ہر جاندار با یہ کل مخلوقات کا پروردگار ہے ہر مکان کا مالک بلکہ خالق وہی اور منجانب رب دعوت ہے مگر از بس کہ کعبہ اسکی طرف خصوصیت خاص رکھتا ہے، اسلئے اسمیں آنیوالے مہمان کی دعوت بھی خاص اہتمام سے کیجاتی ہے اور علی بھی مخلوق خدا ہیں، دعا مادر حیدر کرار تمام نہیں ہوئی کہ کعبہ کی دیوار میں شگاف پیدا ہوا اور فاطمہ بنت اسد اندر آ گئیں، دیوار اسی صورت کی ہو گئی اب یہ بتلائیے کہ قابلہ کون ہے کہاں سے آئی ولادت تو خدا کے گھر میں ہے؛

بہر حال شمس فلک امامت و ماہ سپہر ولایت کا طلوع اس انداز سے ہوتا ہے
کہ خانہ کعبہ منور ہوتا ہے اور جس مقام کو برسہا برس سے کلمۂ شہادت سننے کی تمنا
تھی اوس نے بہترین لب و لہجہ میں کلمۂ شہادتین سے اپنا دل ٹھنڈا کیا ،
یہ سب سے پہلی برکت تھی جو علیؑ کے قدم سے اس عبادتگاہ کعبہ کو نصیب ہوئی
اب یہ مسئلہ قابل غور ہے کہ علیؑ کے متعلق تو یہ کہا جانا ممکن ہے کہ شیر مادر سے پرورش
ہوتی ہوگی مگر والدہ ماجدہ کیلئے جب خانہ کعبہ ہر طرف سے بند ہو اور لوگوں کو
خبر بھی نہ ہو کہ اسکے اندر کون ہے کیا سامان ہوگا مجھے تو حضرت مریم کا واقعہ
یاد آتا ہے اور ھو من عند اللہ کے بغیر چارہ نہیں ،

علیؑ کی دعوت

اندر گرمی کے لئے تو وہ سامان تھا جو اس
فرزند کے لئے کیا نعمت مہیا کیجائے جو خدا کے گھر مدعو ہو اور علی جیسا صاحب فہم و فراست
ذکاوت کب قبول فرما سکتا تھا کہ خدا کے گھر مہمان ہو اور اپنی ماں کا دودھ
پیئے یہ تو میزبان کی توہین اور سخت توہین تھی۔ در آنحالیکہ مہمان خود دار نہیں
ہو گیا بلکہ بلایا گیا، یہی سبب تھا کہ خدا نے عالم کی پیدائش ہونے تک تمام نعمات دار
کائنات سے بہتر جو غذا ممکن تھی وہ آپ کیلئے تجویز کی گئی، دنیا مانے یا نہ مانے
مگر میرا تو یہی عقیدہ ہے دنیا کی نعمات تو چیز ہی کیا ہیں نعمات جنت بھی اس
نعمت سے پست ہے جو علی کیلئے لائی گئی ،

فلما وضعتہ وجدتہ فی غشاوۃ   بعد ولادت حضرت علی کو آپکی والدہ ماجدہ نے

فقال ابو طالب لا تفتحوه حتی
یاتی محمد فجاء محمد و فتح
الغشاوة فاخرج منها غلاماً
حسناً فغسله بیده وسماه علیاً
وبزق فی فیه واصلح امره
(ارجح المطالب)

کسی کپڑے میں لپیٹ کر رکھا تھا اور اسی
وقت تک اس سے علیحدہ نہیں کئے گئے
جبتک سرورِ کائنات خود آئے اور آپ نے
خود نہ نکالا، پھر آپ نے خود ہی نکالا،
اپنے دست مبارک سے غسل دیا خود ہی
علیؑ نام تجویز فرمایا اور ضروری کام
کئے اور اپنا لعاب دہن آپ کے دہن اقدس میں دیا۔

اس لعاب دہن کو آپ اسوقت اچھی طرح پہچانینگے جب علیؑ کو رسولؐ رایت فوج اسلام عطا کرنے کیلئے جنگ خیبر کے موقع پر بلائینگے اور آپ درد آلود آنکھیں لیکر حاضر ہوں گے اور لعاب دہن اس شہد سے بھی زیادہ شفا ثابت ہوگا جسے قرآن نے یخرج من بطونها شراب مختلف الوانه فیه شفاءٌ للناس پ۱۴ آیت ۸ ا فرمایا ہے۔

اس سے تو معلوم ہوا کہ علیؑ کی دعوت شہد سے زیادہ شیریں اور ہنیئ و گوارا غذا سے کی گئی، اگر مزے اور کھانے کے ظاہری ذائقہ کے لحاظ سے خیال کیجئے تو یہ سامان دعوت تھا، اگر آپ اس لعاب دہن کو اس انداز میں دیکھیں کہ علیؑ کو تو علوم سے مطلب تھا، کھانا پینا کیا چیز تھی تو خدا نے اسی غذا میں یہ صفت بھی دیا تھا چنانچہ اسکے ثبوت میں منجملہ احادیث ایک حدیث نقل کیجاتی ہے،

عن علیؑ قال وصانی النبیؐ	حضرت علیؑ سے مروی ہے کہ آپ سے رسولؐ
اذا انا مت فغسلنی فاذ رجنی	نے وصیت کی کہ میرے مرنے کے
فی اکفانی ثم ضع فاک علی فی	بعد تم مجھے غسل دینا پھر جب کفن بھی
قال ففعلت وانبأنی مما هو	پہنا چکو تو اپنا دہن میرے دہن پر
کائن الی یوم القیٰمۃ ؁	رکھدینا حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ میں نے
بحار الانوار ج ۹ باب علمہ الرسولؐ شفاہا	ایسا ہی کیا تو رسولؐ نے مجھے قیامت

ہونیوالی باتوں کی خبر دیدی ،

یہ خیال نہ ہو کہ اثر لعاب دہن نہ ہوگا کیونکہ حضرت نے گفتگو سے بتلایا ہوگا ' مگر اس حدیث میں منھ پر منھ رکھنا ہے گفتگو مقصود ہوتی تو کان لگا کر سننے کا ارشاد ہوتا ،

الغرض خداوند عالم نے اپنے ولی کی دعوت میں وہ غذا تجویز کی جو اثر میں شفا مزے میں شہد اور تربیت میں سرچشمہ فیض و بحر علوم تھی ، اسی پر اکتفا نہ تھی بلکہ اپنی طرف سے تمام فرائض میزبانی کے سرانجام کیلئے اپنی تمام مخلوقات کے سرتاج صاحب لولاک لما خلقت الافلاک کو معین فرمایا ،

پرورش عہد رسالت اگرچہ علی بن ابیطالب علیہما السلام اپنے ماں باپ کی زندگی میں اپنی عمر کا کافی حصہ گذارتے ہیں اور ماں باپ کے بھی اسی سن میں رسولؐ کی پرورش کا امتیاز حاصل ہے لیکن خداوند عالم نے نہ چاہا

کہ جس کی ولادت کیلئے خانہ کعبہ تجویز ہوا اوسکی تربیت کیلئے عام بچوں کی طرح کا سامان تربیت ہو اسلئے ایسے اسباب فراہم کر دئیے کہ کعبہ سے نکلیں تو اس سے بہتر آغوش طہارت و عصمت نصیب ہو اور رضاعت شیر مادر سے بالا تر غذا زمانہ رضاعت میں معتد بہ مدت تک ملتی رہی۔

طلبنا له ظئراً فابان يقبل	جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ ہم نے
ثدياً فدعونا محمداً صلى الله	علی کیلئے دایہ تلاش کی مگر علی نے
عليه وآله وسلم والقمه لسانه	کسی کا دودھ پینا گوارا نہ کیا آخر کار
فنام وكان كذلك ماشاء الله	ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا
(ارجح المطالب باب ۲)	انھوں نے اپنی زبان علی کے منھ میں

دیدی (انھیں آرام آگیا) اور سو گئے یہ دستور ایک کافی مدت تک جاری رہا۔

کعبہ کا فخر یا علی کا

اہلبیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کسی معمولی فضیلت کو دیکھا۔ اکثر نافہم حیمی گوئیاں شروع کر دیتے ہیں لیکن انھیں دیکھنا چاہیئے کہ واللہ متم نورہ کسی کی ناگفتہ سعی سے یہ نور بجھایا نہیں جا سکتا۔ اگرچہ اس میں شبہ نہیں کہ بیت اللہ الحرام میں ولادت علی کی ذات سے مخصوص ہے اور یہ نمایاں فخر علی کے سوا کسی نبی کو بھی نصیب نہ ہوا لیکن اسی کے ساتھ یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اس سے علی کو جتنا کچھ ملا اس سے زیادہ کعبہ کو۔ اپنی نادانی او کم فہمی سے لوگ چاہتے ہیں کہ علی کی جائے ولادت میں اختلاف ڈال کر علی کی فضیلت میں

گئی کہ لیکن اُن سے یہ ممکن نہیں بالواعظ کی گذشتہ اشاعتوں میں اس پر
کافی روشنی ڈالی جا چکی ہے محض نمونہ کے طور پر دو عبارتوں کا پتہ دیتا ہوں۔

قال محمد بن طلحۃ الشافعی ولد بالکعبۃ البیت الحرام۔	محمد بن طلحہ شافعی نے (اپنی کتاب مطالب السئول میں) یہ کہا ہے کہ حضرت علی خانہ کعبہ بیت اللہ الحرام میں
ارجح المطالب باب ۱۲	پیدا ہوئے،

اگرچہ ارجح المطالب کی بھی ایک شہادت سامنے آگئی لیکن اس سے قطع نظر کرکے آپکو ایک اور مشہور تاریخ کا پتہ دیتا ہوں،

وکان مولدہ فی الکعبۃ	حضرت علیؑ کی جائے ولادت خانہ
تاریخ مروج الذہب مسعودی	کعبہ ہے۔

تحقیق۔ اضح ہے کہ محمد بن طلحہ شافعی نہایت مشہور اور مستند عالم ہیں ابن جماعۃ نے اپنی کتاب طبقات فقہا شافعیہ میں بکی ولادت ۵۸۲ھ میں لکھی ہے اور اُن کی مدح کی ہے، یافعی نے مراۃ الجنان میں بھی مدح کی ہے ابن تیمیہ جیسے شخص نے جنھیں منزہ دریا تک سے انکار کا ملکہ ہے مطالب السئول کو محمد بن طلحہ کی تصنیف مان لیا ہے ۱۲۰

اب میں ناظرین کی توجہ اس طرف منبذول کرنا چاہتا ہوں کہ علیؑ کا مرتبہ کعبہ میں پیدا ہو کر نہیں بڑھا بلکہ علیؑ میں اس سے بہت زیادہ عظیم مفاخر ہیں، البتہ کعبہ کو یہ ناز سجا ہے کہ وہ مولد علیؑ قرار پایا اسمیں تو کوئی شک ہی نہیں کہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عظیم المرتبت نہ خدا نے کسی کو بنایا اور نہ اسمیں شک کرنیوالے کے کفر میں شک ہو سکتا ہے۔

علیؑ سے قطع نظر کرو اور تھوڑی دیر کیلئے یہ فرض کرو کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوتی تو کیا کوئی مسلمان اس بات کا مدعی ہو سکتا تھا کہ رسولؐ کے فضائل میں اس سے کوئی اضافہ ہوا ہرگز نہیں، بلکہ حقیقت میں خانہ کعبہ کا شرف بڑھا،

اسکے علاوہ جبکہ یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مخلوقات خداوند عالم میں سرور کائنات کا رتبہ سب سے بالاتر ہے اور اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں تو پہلے سے سرور کائنات کی فضیلت اور کعبہ کی مفضولیت ثابت ہے پھر کسی فاضل کا کسی مفضول جگہ میں ہونا اسکے فضل کا سبب ہوگا یا مفضول کی شان میں اضافہ ہوگا؟ اسکے بعد میں ایک مسلمہ حقیقت کو بطور مقدمہ ثانیہ یا بطور علوم متعارفہ بڑھاتا ہوں وہ یہ کہ قرآن مجید نے علیؑ کو انفسنا وانفسکم میں سوائے نبوت، رسولؐ کے مساوی قرار دیا ہے من ابیٰ فقد کفر، اس امر کی تفصیل کے لئے علامہ فخر الدین رازی کا قول نقل کرتا ہوں جو موصوف نے اپنی کتاب اربعین فی اصول الدین

میں فرمایا ہے،

ثبت بالاخبار الصحیح ان المراد
من قوله تعالی وانفسنا هو علی
ومعلوم انه یمتنع ان یکون
نفس علی هو نفس محمد صلی الله
علیه وآله وسلم بعینه
فلابد ان یکون المراد هو المساواة
بین النفسین وهذا یفید ان
کل ما حصل لمحمد صلی الله علیه
وآله وسلم من الفضائل
والمناقب فقد حصل مثله
لعلی ما وراء صفة النبوة ثم
لاشك ان محمداً صلی الله علیه
وآله وسلم افضل الخلق
فی سائر الفضائل فلما کان
علی مساویاً فی تلك الصفات وجب
ان یکون افضل الخلق،

اخبار صحیحہ سے یقینی طور پر ثابت ہے کہ
خداوند عالم کے قول وانفسنا سے مراد
علیؑ ہیں اور یہ ظاہر ہے کہ نفس علی بعینہ
نفس محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں
ہو سکتا لہذا لامحالہ مطلب یہ ہوگا
کہ دونوں نفسوں میں مساوات مراد
لی جائے اس سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ
فضائل و مناقب میں سے جو کچھ جناب
رسالتمآب صلعم کو حاصل تھے سوائے
نبوت کے وہ کل صفات و فضائل
علی کو یقیناً حاصل تھے، پھر یہ بھی
(یاد رکھنا چاہیئے) کہ حضرت رسالتمآب
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام خلائق
سے تمام فضائل میں افضل ہیں لہذا
چونکہ علیؑ ان تمام صفات میں رسولؐ
کے مساوی ہیں تو واجب ہوا کہ علیؑ

ارجح المطالب کتاب پنجم صفحہ چہارم صفحہ ۵۲۱ طبع دوم لاہور — افضل الخلق بھی ہوں۔

اب آپ غور کریں کہ افضل الخلق کا خانہ کعبہ (یا اس ذات سے مفضول) میں پیدا ہونا افضل کی عزت افزائی ہے یا مفضول کی،

اسکے علاوہ دوش رسولؐ کا کعبہ سے افضل ہونا یقینی ہے اور علیؑ کے قدموں کا دوش رسولؐ پر ہونا اسکا خود کعبہ گواہ ہے ؎

زہے نقش پائے کہ بر دوش احمد ز مہر نبوت مقدم نشیند

فصعدت على منكبيه حتى صعدت — حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں
على البيت وعليه تمثال — آنحضرتؐ کے دوش اقدس پر سوار ہوگیا
صفر او نحاس۔ (اخرجه احمد والنسائی — یہاں تک کہ خانہ کعبہ کی چھت پر آگیا
والحاکم ارجح المطالب باب ۱ صفحہ ۱۴ طبع دوم لاہور) — جس پر پیتل یا تانبے کے بت گڑے تھے

پھر نور و جسم گوشت و پوست رسولؐ کا بنص احادیث رسولؐ علیؑ کے ساتھ ایک ہونا بھی ثابت ہے ملاحظہ ہوں کتب اہل اسلام، اب فرمائیے کہ اگر رسولؐ کعبہ میں پیدا ہوتے تو رسولؐ کا شرف ہوتا یا کعبہ کا، محترم بندہ جناب عزیز نے سچ کہا ہے ؎

کعبہ کی یہ زینتیں اسلام کی یہ رونقیں
یا علیؑ سب تیرے قدموں کی بدولت ہوگئیں

تربیت عہد طفلی

خداوند عالم نے جبکہ جناب موسیٰ کیلئے آغوش آسیہ و مادر موسیٰ نہ یعافیت قرار دیا تو کیا حضرت علیؑ کے لئے بھی صرف موحد و خدا پرست ماں باپ ہی کی پرورش پسند فرماتا اور پھر علی کو موسیٰ پر فضیلت نہ ہوتی تو خدا نے چاہا کہ اگر ان کے لئے مسلمان تجویز ہو تو انکے لئے سایہ اسلام سے بالاتر دامن عصمت میں تربیت قرار دیجائے، اسلئے جن بزرگوں نے رسولؐ کی پرورش کی جنھیں رسولؐ بجائے اپنی مادر گرامی کے سمجھتے رہے اور جنکے مرنے کے بعد بجائے یتیم عبداللہ کے یتیم ابوطالب کہلائے آن سے بھی بالاتر مہد عطوفت علیؑ کے لئے مقرر فرمایا،

چنانچہ مطالب السئول و ریاض النضرۃ کے مطالعہ سے و نیز دیگر کتب تواریخ اہل اسلام سے ثابت ہے۔

فلم یزل علی مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حتی بعث اللہ عزوجل نبیاً فاتبعہ وامن بہ وصدقہ۔

پس حضرت علی رسول کے ساتھ ہی برابر رہا کئے حتی کہ آپ مبعوث بہ نبوت ہوئے، تو فوراً علی نے آپکی تصدیق کی ایمان لائے اور اتباع کیا

مذکورہ بالا مقدمات فضائل کے بعض آثار و نتائج

حضرت علیؑ کی ولادت سے لیکر عہد نشو ونما بلکہ آخر عہد رسولؐ تک رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان خصوصیات کا نتیجہ تھا کہ آپ بعد رسولؐ

تمام خلائق سے بالاتر ثابت ہیں۔

نمبر ۱۔ خانہ کعبہ میں ولادت ہوئی آپ خود بمنزلہ کعبہ ہیں ملاحظہ ہو

مناقب ابن مغازلی شافعی :-

قال رسول اللہ مثل علی فی ہذہ	آنحضرت نے فرمایا کہ علی کی مثال
الامۃ کمثل الکعبۃ النظر	اس امت میں کعبہ کی سی ہے کہ
الیہا عبادۃ والحج الیہا فریضۃ	طرف دیکھنا بھی عبادت ہے اور جس کا
	حج فرض ہے۔
یا علی انت بمنزلۃ الکعبۃ	ارشاد رسول ہے کہ اے علی تم بمنزلہ
تؤتی ولا تاتی فان اتاک	کعبہ ہو جہاں لوگوں کا آنا فرض ہے
ہؤلاء القوم فسلموا لک	اسکو نہیں ہے کہ وہ لوگوں کے پاس
ہذا الامر فاقبل منہم وان لم	جائے پس اگر یہ لوگ تمہارے
یاتوک فلا تاتہم حتی یاتوک	پاس آئیں اور تمہاری امامت قبول کر لیں
فردوس الاخبار، اسد الغابہ، ارجح المطالب	تو قبول کر لینا اور اگر تمہارے پاس

نہ آئیں تو تم نہ جانا حتی کہ یہ لوگ خود تمہارے پاس آئیں۔

نمبر ۲۔ لعاب دہن رسول بجائے شیر مادر ملا اسلئے آپ سرچشمہ علوم و کمالات ہوئے۔ اسکی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب نہج البلاغہ ابن ابی الحدید معتزلی کا دیباچہ لیکن مجملاً بعض احادیث بھی ملاحظہ ہوں۔

عن ابن عباس قسم علم الناس	ابن عباس کہتے ہیں کہ لوگوں کا علم
علی خمسة اجزاء فکان لعلی	پانچ حصوں پر منقسم ہوا ہے اور چار
اربعة اجزاء ولسائر الناس	حصے حضرت علی کو دیے گئے ہیں اور
جزء شارکھم علی فیہ فکان	تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا اسمیں
اعلمھم۔	بھی علی کو شریک کیا گیا لیں وہ
(ارجح المطالب، بزار)	اس حصے میں ان سے زیادہ علم والے تھے،
عن عبد اللہ بن مسعود	عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ میں
قال کنت عند النبی فسئل	رسول کی خدمت میں حاضر تھا آپ سے
عن علی فقال قسمت الحکمة	کسی نے علی کے متعلق دریافت
عشرة اجزاء وللناس جزء	کیا تو آپ نے فرمایا کہ حکمت کے دس حصے
واحد۔	کئے نو حصے علی کو دیدیے گئے
(اخرجہ الدیلمی) ارجح المطالب)	اور ایک تمام انسانوں کو ملا،

نمبر ۳۔ حضرت علی کی تربیت رسول نے کی اسلئے جو کچھ رسول سے فائدہ اٹھانے کا آپ کو موقع ملا کسی کو نہ ملا اس موقع پر میں ایک اثر نقل کرتا ہوں جو علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۲۲ھ کے صفحہ ۳۰ سطر ۳۰ پر اس طرح لکھی ہے۔

اخرج ابن سعد عن علی انہ	حضرت علی سے سوال کیا گیا کہ تمام

قیل له ما لك اکثر اصحاب رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم حدیثا قال انی کنت اذا سألته انبأنی واذا سکت ابتدأنی

(صواعق محرقہ صفحہ ۷۳)

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کی حدیثیں بہت زیادہ کیوں ہیں آپ نے فرمایا اس کا سبب یہ ہے کہ میری حالت رسولؐ کے ساتھ اس طرح تھی کہ جب میں آپ سے کچھ دریافت کرتا تب تو آپ بتلاتے ہی تھے اور جب میں (نہ بھی پوچھتا) اور ساکت ہوتا تو بھی آنحضرت خود ابتدا فرماتے تھے اور بتلاتے تھے۔

(مترجم) کہتا ہے کہ اس حدیث سے تو طرفین کا تعلیم میں شغف معلوم ہوگیا اسی کے ساتھ بچپن بلکہ وقت ولادت سے آخر دم تک کسی وقت ساتھ نہ چھوٹنے کے سبب حضرت کو کیا کیا فوائد پہونچے اسکا اندازہ ناظرین خود کرلیں خصوصًا جب یہ اس حدیث کیساتھ ذیل کی حدیثوں کو ملاحظہ کریں گے تو مطلب تک پہونچنے میں سہولت ہوگی،

عن ام سلمة رضی الله عنها کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اذا غضب لم یجترئ احد ان یکلمه الا علی

حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غصہ کی حالت میں ہوتے تو کسی کو جرأت

طبرانی نے معجم اوسط میں یہ روایت لکھی ہے اور حاکم نے اسے صحیح مانا ہے۔

عن ام المومنین عائشة قالت لما حضر رسول اللہ الموت قال ادعوا الی حبیبی فدعوت لہ ابا بکر فنظر الیہ ثم وضع راسہ فقال ادعوا الی حبیبی فقلت ویلکم ادعوا ابن ابی طالب فواللہ ما یرید غیرہ فلما راٰہ اخرج الثوب الذی کان علیہ ثم ادخلہ فیہ فلم یزل یحتضنہ حتی قبض و یدہ علیہ،

(اخرجہ الدارقطنی والرازی رجح المطالب باب ۴)

نہ ہوتی تھی کہ آپ سے بات کر سکے سوائے علی کے، کہ وہ اس حالت میں بھی بات کرتے تھے،

حضرت ام المومنین عائشہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب آنحضرت کا وقت احتضار ہوا تو فرمایا کہ میرے حبیب کو بلا دو میں نے حضرت ابوبکر کو بلایا مگر حضرت نے جب انہیں دیکھا تو سر (تکیہ پر) رکھدیا اور پھر یہی فرمایا کہ میرے حبیب کو بلا دو میں نے حضرت عمر کو بلوایا جب حضرت کی نظر ان پر پڑی تو پھر آپ نے سر رکھ دیا۔ تب میں نے کہا کہ تم لوگوں پر وائے ہو ان کے پاس علی کو بلاؤ انکا مطلب علی کے سوا اور کوئی حبیب کہنے سے نہیں ہے آخر جب علی آئے اور حضرت نے دیکھا تو جو کپڑا آپ پر پڑا تھا اسے اٹھا کر علی کو

اسکے اندر بلالیا اور گلے سے لگائے رہے تا اینکہ حضرت نے رحمت پروردگار کی طرف رجوع کی اور آپکا دست مبارک علیؑ ہی پر رہا۔

غرض یہ کہ ابتدا سے انتہا تک ہر وقت کیسا نہ ہونے سے صواعق محرقہ کی حدیث کا لحاظ کرتے ہوئے آپکو اتنے خصوصیات و علوم حاصل رہے جس کی کوئی حد نہیں یہی سبب ہے کہ اپنے بعد آنحضرت نے علی کے دامن سے تمسک کرنے کا حکم دیا اور دنیا کو بتلایا کہ میرے بعد اس سے بہتر کوئی نہیں

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی خیر البشر من ابی فقد کفر

حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے علیؑ تمام انسانوں سے بہتر ہے جو شخص اسے درست نہ مانے وہ کافر ہے۔

اربعین امام رازی۔ خصائص نسائی اردو ورد گائیڈ پریس کلکتہ ۱۳۰۳ ہجری

~~~~~

دشمن علیؑ کی سزا دوست کی جزا

عن علی قال رسول اللہ لو ان عبدا عبد اللہ عزوجل مثل ما قام نوح وکان لہ مثل احد ذھبا فانفقہ

حضرت علی نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی بندہ اتنی عبادت بھی کرے جتنی حضرت نوحؑ نے کی اور کوہ احد کے برابر سونا راہ خدا میں دیدے اور اسکی عمر
~~~~~

فی سبیل اللہ و مُدّ فی عمرہٖ	اتنی بڑھادی جائے کہ ہزار حج
حتی یحج الف حج علی قدمیہ	پاپیادہ بجالائے اور پھر صفا و مروہ
ثم قتل بین الصفا والمروۃ	کے درمیان مظلوم قتل کیا جائے
مظلوماً ثم لم یوالک یا	(باوجود ان تمام باتوں کے) اگر
علی لم یشم رائحۃ الجنۃ	تمکو دوست نہ رکھتا ہو تو اے علیؑ
ولم یدخلھا (دیلمی)	ایسا شخص بوئے جنت بھی
	نہیں سونگھ سکتا داخل ہونا
	توکیسا،
عن ابن عباس قال قال	حضرت ابن عباس سے مروی
رسول اللہ صلی اللہ علیہ	ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
وآلہ وسلم حب علی	علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے
بن ابی طالب یاکل الذنوب	کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام
کما تاکل النار الحطب	کی محبت گناہوں کو اس طرح
ملاحظہ ہو	فنا کردیتی ہے جس طرح آگ
ارجح المطالب فردوس الاخبار دیلمی	خشک لکڑی کو،
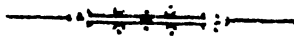
کسی نے سچ کہا ہے

لولاہ لم یجد واکفواً الفاطمۃ

لولاہ لم یفہموا اسرار قرآن

لولاہ ما خلقت ارض و لا افلاک

لولاہ لم یقترن بالاول الثانی
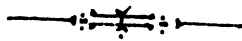
کتاب فضل علیؑ اگر است آب بحار

کہ تر کنند سر انگشت و صفحہ بشمارند

امامیہ مشن کی ممبری قبول فرماکر

ناصرین اہلبیت علیہم السلام کی فہرست مین اپنا نام نامی درج کرا لیجئے

چندہ لائف ممبری — کم از کم عہ ۱۵۰ ر یکمشت

چندہ ممبران خصوصی — 〃 صہ ر سالانہ

چندہ ممبران عمومی — 〃 صہ ر 〃

نوٹ

لائف ممبران کی خدمت مین تمام سابقہ اور آئندہ رسائل بلا طلب بلا قیمت ارسال کئے جاتے ہین۔

ممبران خصوصی کی خدمت میں ممبری قبول فرمانیکے بعد تمام رسائل بلا طلب بلا قیمت ارسال ہوتے ہیں اور اگر سابقہ رسائل خرید فرمانا چاہیں تو صرف نصف قیمت چارج کی جاتی ہے

ممبران عمومی کو ممبر بننے کے بعد (بشرطیکہ وہ طلب فرمادیں) تمام رسائل نصف قیمت پر دیے جاتے ہیں اور سابقہ رسائل اگر خریدنا چاہیں تو پوری قیمت لی جاتی ہے۔

فارم ممبری و دستور العمل وغیرہ طلب فرمانے پر فوراً ارسال خدمت ہونگے

الداعی الی الخیر

سید ابن حسین عفی عنہ

آنریری سکریٹری امامیہ مشن، لکھنؤ

امامیہ مشن کے تبلیغی رسالے

	نام کتاب			نام کتاب	
۱	قاتلانِ حسینؑ کا مذہب	۴۴ر لـر	۱۹	کربلا کا ماتم بلیدان ہندی	۲ر ـہ ر
۲	تحریفِ قرآن کی حقیقت	۶ر لـہ ر	۲۰	دی مارٹیڈم آف حسینؑ (انگریزی)	۲ر ـہ ر
۳	مولودِ کعبہ	ار ـہ ر	۲۱	اُسوۂ حسینی	۷ر لـہ ر
۴	وجودِ حجت	۴ر لـر	۲۲	جنگِ صفین	۳ر ـہ ر
۵	اصولِ دین اور قرآن	۴ر لـر	۲۳	تذکرۂ حفاظِ شیعہ حصہ اول	۶ر لـہ ر
۶	اتحاد المسلمین حصہ اول	۴ر لـر	۲۴	" حصہ دوم	۵ر لـر
۷	حسینؑ اور اسلام اردو	لـر ـہ ر	۲۵	مقصودِ کعبہ	ار ـہ ر
۸	" ہندی	ار ـہ ر	۲۶	مذہب باپ بہار حصہ دوم	۸ر لـہ ر
۹	" انگریزی	۲ر ـہ ر	۲۷	مذہب اور سائنس	ار ـہ ر
۱۰	متعہ اور اسلام	۸ر لـہ ر	۲۸	معرکۂ کربلا	۲ر ـہ ر
۱۱	امامت ائمہ اثنا عشر اور قرآن	۰ر ـہ ر	۲۹	کربلا کا مہایودھ ہندی	۲ر ـہ ر
۱۲	تجارت اور اسلام	۳ر ـہ ر	۳۰	دی ٹریجڈی آف کربلا انگریزی	۲ر ـہ ر
۱۳	اتحاد المسلمین حصہ دوم	۴ر لـہ ر	۳۱	اسلام کی حکیمانہ زندگی	۸ر لـہ ر
۱۴	علیؑ اور کعبہ	ار ـہ ر	۳۲	دورِ استبداد	۴ر لـہ ر
۱۵	رجال بخاری حصہ اول	۶ر لـہ ر	۳۳	حقیقت بدا	۲ر ـہ ر
۱۶	مذہب باپ و بہار حصہ اول	۵ر لـر	۳۴	خلیب آل محمدؐ	زیرِ طبع
۱۷	نوروز و غدیر	ار ـہ ر	۳۵	تدوین حدیث	ار ـہ ر
۱۸	مجاہدِ کربلا	۲ر ـہ ر	۳۶	مطلوب کعبہ	ار ـہ ر

ملنے کا پتہ: آنریری سکریٹری امامیہ مشن "لکھنؤ"

پرنٹر سید محمد رضی پبلشر سید ابن حسین